فیضِ ملت ایک مثالی معلم



تحریر:

شہزادہ حضور فیض ملت حضرتِ علامہ مفتی

محمد فیاض احمد اُویسی

دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ ﷺ

فیضِ ملت ایک مثالی معلم

از

عالمِ باصفا، پاسبانِ مسلک اہلسنت، شہزادہ حضور فیضِ ملت، فخرِ سُنیت

حضرت علامہ مفتی محمد فیاض احمد اُویسی رضوی دامت برکاتہم العالیہ

(ناظمِ اعلیٰ جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور، مدیر ماہنامہ فیضِ عالم)

﴾حضورفیضِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مثالی معلم﴿

تحریر: محمد فیاض احمد اویسی رضوی (ناظم اعلیٰ جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

ہمارے آقا کریم رؤف ورحیم ﷺ پر سب سے پہلی وحی جو نازل ہوئی وہ ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ العلق، ایت ۱تا۵)

ترجمۂ کنزالایمان: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

اس پہلی وحی کے نزول سے پڑھنے پڑھانے کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے سچ تو یہ ہے کہ انسان کو اشرف المخلوقات کا اعزاز تعلیم کی بدولت ملا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، ایت ۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔

تدریس پیشہ انبیاء ہے اللہ تعالیٰ کے جتنے اولوالعزم انبیاء کرام دنیا پہ تشریف لائے سب نے انسان کی فلاح وصلاح کے لیے تعلیم وتعلم جیسے مقدس فریضہ کو نہایت ہی ذمہ داری سے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ ہمارے رسول کریم ﷺ نے بھی اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا

(سنن ابن ماجه، كتاب المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، الجزء ۱، الصفحة ۲۳۵، الحدیث ۲۲۹)

یعنی میں تعلیم دینے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

صحابہ کرام تابعین تبع تابعین سلف صالحین اور اولیاء کاملین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے امت مسلمہ کی تعلیم وتربیت کے لیے دور دراز ملکوں کا سفر کیا حقیقت یہ ہے کہ روحانی مدارج علم کی بدولت پروان چڑھتے ہیں۔ شہنشاہ بغداد سیدنا غوث اعظم جیلانی قدس سرہٗ النورانی کا فرمان ہے: دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا

یعنی میں علم پڑھاتے پڑھاتے مقام قطبیت تک پہنچا ہوں۔

جن علماء کرام کا اوڑھنا بچھونا تعلیم وتدریس ہے انہی کے متعلق سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ

(سنن ابی داود، کتاب العلم،باب الحث علی طلب العلم،الجزء ١٠،الصفحة ٤٩،الحديث ٣١٥٧)

(سنن الترمذی، کتاب العلم عن رسول الله صلی الله علیه وسلم،باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة،الجزء ٩،الصفحة ٢٩٦،الحديث ٢٦٠٦)

یعنی علماء ہی انبیاء کرام کے وارث ہیں یہ اعزاز صرف علم ہی کی وجہ سے علماء کرام کو ملا ہے۔

معاشرہ کی اصلاح کے لیے استاد کا کردار ہر دور میں نمایاں رہا ہے چودھویں صدی ہجری میں دنیا میں علم کی روشنی پھیلانے میں جن معلمین علماء نے نمایاں کردار ادا کیا ان میں حضرت فیضِ ملت قدس سرہٗ کا نام سرفہرست ہے اہل علم جنہیں مفسر اعظم پاکستان کہتے ہیں صاحب نظر انہیں "فیض مجسم" کا لقب دیتے ہیں چالیس سے زائد علوم وفنون پر، چار ہزار (4000) سے زائد کتب ورسائل تصنیف کرنے پر ان کو ثانی اعلحضرت کہا جاتا ہے۔ نصف صدی سے زائد انہوں ملک کے گوشے گوشے میں جاکر فروغ علم کے لیے مسند تدریس کو زینت بخشا اوران کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

«مختصر تعارف»

ولادت: آپ ۱۳۵۰ھ (۱۹۳۲ء) میں ضلع رحیم یار خان کی بستی حامد آباد میں ایک صالح بزرگ میاں نور احمد اویسی کے ہاں پیداء ہوئے۔ قرآن کریم حفظ کیا اور ۱۹۴۷ء میں ریلوے اسٹیشن خانپور کی مسجد مستری کمال الدین میں پہلی مرتبہ تراویح میں قرآن پاک سنایا آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے پہلی مرتبہ تراویح میں قرآن کریم کا ختم کیا تو ہم اس کے ساتھ ۲۷ رمضان کو قیام پاکستان کی خوشی بھی منا رہے تھے اور ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمان بھائیوں کا ریلوے اسٹیشن پر استقبال بھی کر رہے تھے۔

علوم عربیہ واسلامیہ : ۱۹۵۱ء میں حضرت علامہ خورشید ملت مولانا خورشید احمد فیضی اور استاذ العلماء علامہ عبدالکریم فیضی رحمھما اللہ سے درسِ نظامی کی کتب پڑھ کر فراغت نصیب ہوئی تو دورۂ حدیث ودیگر امہات کتب کی تعلیم کے لئے جامعہ رضویہ لائل پور (فیصل آباد) میں داخلہ لیا۔ ۱۹۵۲ء بمطابق ۱۳۷۱ھ میں محدثِ اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھوں سے دستار بندی ہوئی اور سندِ فراغت حاصل کی۔

۱۹۵۳ء جامعہ اویسیہ رضویہ منبع الفیوض حامد آباد (رحیم یارخان) کی بنیاد رکھی۔ تدریس کا شوق انہیں دوران تعلیم ہی سے تھا۔ جب آپ درس نظامی کی آخری کتب پڑھتے تھے تو آپ کے اساتذہ کرام نے وسطانی کلاس کے طلباء کو پڑھانے کی ذمہ داری سونپ دی۔ ایک بالغ معلم کی حیثیت سے آپ کا تعارف دوران تعلیم ہوچکا تھا یہی وجہ ہے جب آپ نے

حامد آباد میں مدرسہ کی بنیاد رکھی تو ملک بھر سے علماء کرام ومشائخ عظام نے اپنے صاحبزادگان کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے حضرت فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کیا۔

جامعہ اویسیہ رضویہ بھاولپور کا قیام : ۱۳۷۰ھ/1959ء میں حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ نے بہاولپور میں جامعہ اویسیہ رضویہ کی بنیاد رکھی تو تشنگانِ علم دور دراز علاقوں سے کشاں کشاں یہاں آنے لگے۔ بہاول پور میں چراغ علم روشن فرمایا، یہاں دیئے سے دیا جلا، جہالت کی تاریکی ختم ہوئی اور علم کے جھنڈے لہرانے لگے۔

حضرت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کا انداز تدریس: آپ کا انداز تدریس دل نشین تھا آپ طلباء پر نہایت شفیق ومہربان تھے علم الصرف، علمِ نحو، مَنطِق (بولنا، صحیح دلیل بنانے کا علم) اور ریاضی کے مشکل مقامات اور پیچیدہ مسائل پر ایسی قابل گفتگو فرماتے کہ مبتدی (Beginned) طالب علم بھی بڑی آسانی سے سمجھ جاتا ہے۔ ماہرین تعلیم نے کامیاب اور مثالی معلم کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک مدرس کا فریضہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے متعلقہ اسباق کو پوری ذمہ داری سے پڑھائے، اسباق کے مضامین کو دلنشین اور مؤثر طور پر طلباء کے ذہن میں منتقل کرے، طلباء کی علمی ترقی، اخلاقی بلندی، علمی میدان میں کامیابی، دینی علمی خدمات میں انہیں فعال ومتحرک بنانے کے لیے کوشاں رہے، ان کے ذہن وفکر، قلب ومزاج اور اخلاق وکردار ہر ایک کی اصلاح کے ساتھ انہیں مردان کار کی صف میں نمایاں مقام پر لا کھڑا کرے۔ یہ نمایاں خوبیاں حضرت مفسر اعظم پاکستان فیض ملت علامہ اویسی صاحب نور اللہ مرقدہٗ میں بدرجۂ اتم پائی جاتی تھیں۔

طلباء کے رجحانات سے آگاہی آپ کا خاصہ تھا۔ طلباء چونکہ طبعی طور مختلف رجحانات ومیلان کے حامل ہوتے ہیں بعض کو شعر وسخن سے دلچسپی، تو بعض تقریر وخطابت کے دلدادہ ہوتے ہیں، کچھ تجوید وقراءۃ میں مہارت چاہتے ہیں تو کچھ تصنیف وتالیف کا شوق رکھتے ہیں حضرت فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ دوران تدریس طلباء کے انفرادی اختلافات کو ملحوظ رکھتے ہوئے توضیحی (illustrative، تشریحی) پہلوؤں پر روشنی ڈالتے اور طلباء کی مطلوبہ شعبہ جات میں نہ صرف ان کی حوصلہ افزائی فرماتے بلکہ مناسب رہنمائی سے بھی نوازتے، مقصود یہ ہوتا ہے کہ طلباء کی صلاحیتوں کو صحیح سمت میں متعین کیا جائے تاکہ قصرِ دین وملت کے یہ معمار تعلیم کی عمارت کو مستقل بنیادیں فراہم کرسکیں۔

ممتاز عالم دین علامہ محمد منشا تابش قصوری صاحب حضرت مفسر اعظم پاکستان فیض ملت علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ

کی تدریس کے متعلق لکھتے ہیں۔

کہ اظہارِ علم کا بڑا شعبہ درس وتدریس اور تعلیم وتعلّم ہے تبلیغ دین کی انجام دہی میں اسے اوّلیت حاصل ہے مُدرّس کی خوبیوں میں بنیادی وصف حسنِ اخلاق ہے، قابلیت ٗمحنت تو بعد کی باتیں ہیں مسندِ تدریس پر وہی استاد کامیاب وکامران نظر آئے گا جو اخلاقی اعتبار سے طلباء پر اثر انداز ہو گا، رعب وجلال اور علمیت کا بھاری بھرم تلامذہ کے دل میں ادب واحترام اور محبت وعظمت کا سکہ نہیں بٹھا سکے گا دیکھا گیا ہے کہ بعض مدرسین نئے نئے طلباء پر سختی کی انتہاء کر دیتے ہیں اور طلباء ایک ایک کر کے اپنی راہ لیتے ہیں اور استاد کے لیے صرف مسند ہی زینت رہ جاتی ہے اور وہ اپنی اس کمزوری کو دور کرنے کے لیے قطعاً توجہ نہیں دیتا، آخر کیا ماجرا ہے کہ میرے تلامذہ مجھے داغِ مفارقت کیوں دے گئے؟ ان خوبیوں کو اگر علامہ اویسی صاحب میں دیکھا جائے تو جوبن پہ نظر آتی ہیں طالب علم سے محبت وشفقت، سبق کو احسن طریقہ سے سمجھانا اور پھر سوالات کے جوابات کو ذہن نشین کروانا آپ کا طرّۂ امتیاز ہے مجھے آپ سے شرفِ تلمذ حاصل نہیں مگر آپ کے تلامذہ میں سے جن کو بھی راقم السطور جانتا ہے وہ آپ کا نام ادب واحترام سے لیتا ہے اور آپ کے اندازِ تدریس کی تعریف اور آپ کی شفقت کا برملا اظہار بالفاظ شیریں کرتا ہے۔ آپ کی عاجزی وانکساری پر رطب اللسان نظر آتا ہے تلامذہ آپ کو اپنا محسن تصور کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے ارشد تلامذہ بھی آپ بہترین شہرت کا سبب ہیں اور آپ کی ذات ان کے حقوق کی محافظ ہے سالہا سال سے مسلسل محنت سے ہزاروں فضلاء ٗعلماء ٗاور حفاظ پیدا ہوئے جن کی فہرست طویل اور شمار سے باہر ہے۔ ان کے اسماء گرامی درج کرنے کے لیے سینکڑوں صفحات درکار ہیں۔

(ملخصاً از مختصر سوانح حضرت فیض ملت)

☆ شیخ القرآن مفتی مختار احمد درانی شیخ الحدیث مدرسہ سراج العلوم خانپور حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کے شاگرد رشید ہیں لکھتے ہیں۔

آپ (حضرت مفسر اعظم پاکستان قدس سرہٗ) نے نصف صدی سے زائد درس نظامی کی کرّات مرّات مرتبہ فنون متداولہ مروجہ کی تدریس فرمائی، ہر فن میں یکتا روزگار تھے مشکل سے مشکل اسباق طلباء کے اذہان میں منقوش کرنا حضرت کا خاصہ تھا۔

دورۂ حدیث شریف: سال ہا سال آپ دورہ حدیث پاک مکمل صحاح ستہ اکیلے پڑھاتے رہے۔ مشکلات

حدیث کا نہایت ہی تحقیقی حل فرماتے۔تعارض حدیث رفع فرماتے، اختلاف آئمہ بیان فرما کر حنفی مذہب کے ترجیحی دلائل بیان فرماتے۔گویا تدریس دورۂ حدیث میں بھی آپ عدیم المثال (بے مثال) تھے۔

دورۂ تفسیر القرآن: تقریباً ۴۵ سال دورہ تفسیر القرآن پڑھایا، مکمل قرآن پاک کی تلاوت مع ترجمۂ کنزالایمان بیان فرماتے جن آیات کریمہ کو دیگر مذاہب باطلہ کے لوگ اپنے مسلک کے مطابق دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں انہی آیاتِ کریمہ سے کمالات مصطفیٰ ﷺ ثابت فرماتے مثلاً کمال علم غیب رسول۔کلی تفصیلی علم ثابت فرماتے اور علم غیب کی نفی کی آیات کا شافی جواب بیان فرماتے۔اسی طرح کمالِ نورِ محمدی ﷺ قرآن وحدیث کی روشنی میں براھین قاطعہ سے ثابت فرماتے'مسئلۂ استمداد (مدد طلب کرنا) مسئلۂ حیات النبی ﷺ ودیگر تمام مختلف مسائل ادلہ اربعہ کی روشنی میں ثابت فرماتے۔طلباء کے سوالات خندہ پیشانی سے سنکر انہیں تسلی بخش جوابات دیتے تھے۔سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں تشنگان علوم نے آپ سے علمی فیض حاصل کیا آج وہ مناظر اہلسنت بن کر مختلف مقامات پر دینی' علمی خدمت کررہے ہیں۔(ماہنامہ فیض عالم بہاولپور ستمبر ۲۰۱۰ء)۔

☆ صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی (کراچی) اپنے مقالہ میں حضور فیض ملت قدس سرہٗ کی تدریسی خوبیاں بیان کرتے ہوئے یوں رطب اللسان ہیں۔

فیض مجسم، شیخ القرآن علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی نوراللہ مرقدہٗ کی ذات بے شمار خوبیوں کی جامع تھی۔علماء تو بہت ہیں لیکن جو فیض مجسم میں خوبیاں تھیں وہ قابل ذکر ہیں ان میں سب سے بڑی خوبی اپنائیت تھی یعنی غیر کو اپنا بنانے کا گر۔جو ایک بار ملتا تھا وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ بن جاتا۔

الٰہی سحر ہے پیران خرقہ پوش میں کیا	کہ اک نظر سے جوانوں کو رام کرتے ہیں

علماء حضرات اپنے شاگردوں کو اہمیت نہیں دیتے لیکن فیض مجسم ہر شاگرد کی خود تعریف فرماتے، ان کی خوبی کو اجاگر کرتے، اسباق کے دوران ان کے نام کے ساتھ علامہ اور مولانا کا لاحقہ لگا کر پکارتے، ان کے کام کی خوب تعریف فرماتے جس سے شاگرد کی حوصلہ افزائی ہوتی۔

فیض مجسم نوراللہ مرقدہٗ اعلیٰ اخلاق، نایاب کردار بلند اوصاف سے متصف تھے، عاجزی اور سادگی کا پیکر تھے، یہی وجہ ہے کہ کثیر تعداد میں نوجوان علماء آپ کے قرب میں بیٹھے اور فیضیاب ہوئے۔

جذبہ دین اس قدر افزوں تھا کہ ہر وقت ہر لمحہ ترویج واشاعت میں مصروف رہتے، پڑھتے، پڑھاتے، سکھاتے، لکھتے، لکھاتے یا پھر اوراد و وظائف میں مصروف رہتے، کوئی لمحہ ضائع نہیں کرتے ان کی زندگی میں بالخصوص نوجوانوں کے لئے بڑا درس ہے۔ (فیض عالم ماہنامہ)

☆ ماسٹر میاں عطاء محمد نعیمی (نور پور تھل) اپنے مقالہ میں حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کے تدریسی امتیازات پر یوں اظہار خیال کرتے ہیں۔

دورۂ تفاسیر علم و عرفان کی بارش: آپ (حضور فیض ملت) جماعت اہل سنت میں وہ واحد علمی روحانی شخصیت ہیں جنہوں نے متعدد بار اور متواتر کئی سالوں سے ملک کے گوشے گوشے میں تفسیر پاک کا دورہ پڑھایا ہے سندھ سے لیکر بلوچستان تک اور پنجاب سے لیکر خیبر تک ہر صوبے میں متعدد بار قرآن پاک کے دورہ پڑھائے اس دوران ایسے علمی، ادبی، روحانی، اعتقادی نکات بیان فرماتے کہ سامعین عش عش کر اُٹھتے اور ان تفاسیری دوروں میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں خوش نصیب علم و عرفان کی بارش سے سیراب ہوئے اور اپنے علمی اشکال کا تسلی بخش حل پایا، آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے والے بتاتے ہیں کہ آپ کے پڑھانے کا انداز بڑا منفرد تھا پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ بھی ایسے سہل انداز میں پیش فرماتے کہ سامع مطمئن ہو جاتا اور نور علم سے اپنا دامن بھر لیتا۔

یہ فیضان نظر بخشا گیا ہے اہلِ مکتب کو
خزف ریزوں سے کر لیتے ہیں جو لعل و گہر پیدا

(فیض عالم ماہنامہ)

حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ نے تدریس و تعلیم کے آداب پر کثرت سے کتب و رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔

آپ کے "رسالہ اُستاد و شاگرد کے آداب" سے چند اکتسابات پیش ہیں جو یقیناً معلمین اور تلامذہ کے لیے انمول موتی ہیں لکھتے ہیں۔

فقیر کی اس موضوع (اُستاد و شاگرد کے آداب) پر درجن سے زائد رسائل و ضخیم تصانیف سپرد قلم ہیں۔ الحمد للہ اکثر شائع شدہ ہیں۔

اسی رسالہ میں حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ نے طلباء کو علم میں کامیابی کا راز بتاتے ہوئے ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''فقیر اویسی غفرلہٗ نے اپنے دورِ تعلیم میں تین امور کو علم کی جان پایا ہے''۔

(۱)۔۔۔۔۔بہ دل و جان استاذ کا احترام و ادب۔

(۲)۔۔۔۔۔تقویٰ اور پرہیز گاری، یہاں تک کہ مستحبات کی ادائیگی بھی فرائض کی طرح ہو۔

(۳)۔۔۔۔۔محنت کہ تمام آرام و آرائش کو تحصیلِ علم پر قربان کردے۔

دورِ حاضرہ میں تینوں صفات ناپید نہیں تو بہت کم طلبہ میں پائی جاتی ہیں، بالخصوص احترام و آدابِ استاذ تو کالمفقود (نایاب) محسوس ہوتی ہیں، بہت کم تلامذہ اس دولت سے بہرہ ور ہیں اور بس۔

تعلیم و تدریس اور تصنیف میں اپنی کامیابی کے متعلق فرماتے ہیں:

اویسی غفرلہٗ: اویسی کو علمی رنگ نہیں چڑھا لیکن لوگ علم والا سمجھتے ہیں۔ اگر فی الواقع صحیح ہے تو یہ بھی استاذ المکرّم کا کرم ہے کہ انہوں نے ابوابُ الصرف کے بعد محدثین کے قوانین پڑھا کر ھدایۃ النحو، شرح مائۃ عامل شروع کرادی اور وہ بھی اسی طرح چند اور کتب بھی ایسی رہیں۔ پہلے تو طبیعت پر انقباض (سکڑنا طبیعت کی رکاوٹ) رہا۔ مگر حقیقت ہے کہ یہ ناکارہ اپنے استاذِ معظم کو پیر و مرشد سمجھتا تھا، ان کے فرمان کو دل و جان میں جگہ دی، پھر فضل ایزدی ہوا کہ اگرچہ آتا جاتا کچھ نہیں بعدِ فراغت اچھے قابل احباب زیرِ تعلیم رہے اور اسی فن پر متعدد کتابیں پڑھیں۔ یہ سب کچھ فضل ایزدی و توجہ نبوی و دعائے استاذی کا نتیجہ ہے۔

اُستاد مخلص ہو تو خوش حال ہوتا ہے۔ معلم کے لیے تدریس میں اخلاص ضروری ہے اگر صرف تنخواہ کا لالچ ہو ہر وقت اپنی پرموشن کی فکر ہو سکیل بڑھوانے کے چکر میں رہے چند دن دنیا میں تو بھلے بھلے ہو جائے مگر خاطر خواہ کامیابی نہ ہوگی اس سلسلہ میں حضور فیضِ ملت علیہ الرحمہ اپنا ذاتی مشاہدہ لکھتے ہیں:

فقیر کا تجربہ و مشاہدہ ہے کہ جو حضرات دورِ حاضر محض تَوَکَّلُ عَلَی اللّٰہِ پر درس و تدریس (حفظ القرآن یا درس نظامی) کا مشغلہ رکھتے ہیں وہ ان حضرات سے زیادہ خوشحال اور پرسکون ہیں جو مشاہرہ اور ملازمت کے چکر میں ہیں۔ (اُستاد و شاگرد کے آداب)

حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہ بلا معاوضہ تعلیم دیتے رہے۔ آپ نے اللہ رب العزت اور اس کے پیارے حبیب کریم ﷺ کی رضا و خوشنودی کے لیے امت مسلمہ کی رہبری و رہنمائی کے لیے ہزاروں حفاظ اور علماء کرام کا لشکر تیار فرمایا جو آج دنیا کے مختلف ممالک میں علمی خدمات انجام دے کر معرفتِ علم کے علم جہاد بلند کیے ہوئے ہیں۔ نصف صدی سے زائد عرصہ آپ نے بلا تنخواہ مسندِ تدریس کو زینت بخشی ملک بھر کے مختلف تعلیمی مراکز میں دورہ

تفسیر القرآن کے کورس کرائے، کسی ادارہ سے کبھی معاوضہ طلب نہ کیا کیونکہ وہ اپنے مرشد و مربی اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت پروانہ شمع رسالت الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان کی طرح یہ یقین کامل رکھتے تھے کہ ان اسلامی تعلیمی خدمات کا صلہ اللہ رب العزت اپنی شانِ کریمی کے مطابق ضرور عطاء فرمائے گا کیونکہ اس کا فرمان ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور کے فاضل علامہ قاری عبدالرحمٰن نقشبندی نے اپنے ایم اے کے مقالہ میں حضرت فی حضور فیضِ ملت نوراللہ مرقدہٗ کی تعلیمی، تدریسی خدمات پر انہیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا:

تیرے علمی کارنامے بخشیں گے تجھ کو دوام	آبِ زریں سے لکھے گا کل مؤرخ تیرا نام
تو نے نسلِ نو کو بخشا ہے شعورِ علم و فن	ہے تیری ذاتِ گرامی، لائق صد احترام

وصـــــال: آہ یہ ایک مثالی معلم حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہزاروں شاگردوں اور لاکھوں عقیدتمندوں کو داغ مفارقت دے کر ۱۵ر رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ/۲۶ اگست ۲۰۱۰ء بروز جمعرات طویل علالت کے بعد اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے (اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ) آپ کا مزار مبارک آپ کے قائم کردہ دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں مرجع خلائق ہے۔ حضرت علامہ صاحبزادہ محمد ضیاء اللہ رضوی مرکزی صدر انجمن اساتذہ پاکستان بہاولپور تشریف لائے ان کے حکم پر فقیر نے بہت مختصر وقت میں یہ مضمون لکھ کر انہیں روانہ کر دیا۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

محمد فیاض احمد اُویسی رضوی

خادم دارالتصنیف حضور فیضِ ملت (جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

(جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور ۴ ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ مطابق ۳ اکتوبر ۲۰۱۱ء پیر شریف قبل صلوٰۃ العصر)

☆......☆......☆